

نرم انصار

و کوائف کا گردگی ضرب لانا انصار جامع مسجد بحیرہ

دارالعلوم قرآن مجید

دارالعلوم عزیزیہ کی طرف سے شہر کی مختلف
مجاہد میں بعد نماز صبح درسی قرآن مجید دیا جا
رہا ہے جس میں شہر کے مختلف محلہ جات کے
لوگ شریک ہو کر فیض یاب ہوتے ہیں۔
مسجد کھجوری والی میں حضرت مولانا افتخار احمد
صاحب بگڑی خود درس دے رہے ہیں۔

آپ کے درس میں محلہ کھجوری والا۔ محلہ
مندرگان۔ محلہ لاؤ والا۔ محلہ خواجگان۔ محلہ جکان والا
دیگر محلہ جات کے لوگ نہایت ذوق و مشوق
سے شریک درس ہو کر ثواب دارین حاصل
کرتے ہیں۔

مسجد مہکلاں والی میں مولانا دوست محمد صاحب
درس دارالعلوم بعد از نماز صبح درس قرآن مجید
دیتے ہیں جملہ اہل محلہ کے علاوہ محلہ جات کے لوگ
شریک درس ہو کر فلاح و کامرانی حاصل کرتے ہیں

مسجد اعلیٰ والی میں مولانا محمد عظیم صاحب مدرس دارالعلوم
بعد از نماز عشاء و مغرب درس قرآن مجید شروع کر رہے ہیں

غذاب الہی بصورت سیلاب کے اثرات ستم نہیں ہونے پائے
تھے کہ کثرتِ باران، بیک نقطہ رحمت سے شود والا قحط بن گیا
اس وقت شہر کے ہر چار اطراف تین تین قٹ پانی کھڑا ہے جس
کے نکاس کی صورت نہیں ہو سکی۔ پانی کے متعفن ہونے کی وجہ
سے پھقر کی کثرت میریا، موسمی بخارات کا زور شور ہو گیا ہے
اکثر طلباء دارالعلوم عزیزیہ موسمی بخار میں مبتلا
ہیں اور حفاظتی تدابیر احتیاج کی جبار ہی ہیں۔ مگر حقیقی حفاظت
صحت، اندرستی کامیابی و کامرانی اللہ جل مجدہ کے
ہاتھ ہے۔ دی حامی و ناصر ہے

حسبنا اللہ نعم المولیٰ و نعم النصیر

بگڑیہ پرائمری سکول

یکم ستمبر سے دو ماہ کی رخصتوں کے بعد کھل رہا ہے
جس میں تقریباً دوسرے کے قریب طلباء دینی اور
دنیاوی تعلیم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

دارالعلوم عزیزیہ

میں بحمد اللہ تعالیٰ احب معمول سلسلہ تعلیم و
تفہیم جاری ہے۔ متعلمین و مدرسین حضرات نہایت
محنت و توجہ سے کام کر رہے ہیں۔

رحمتہ العالمین

کی حیات پاک

ہزار بار شہویم دہن بخشک گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست
سینکڑوں نہیں کہ لاکھوں تلم سرور کائنات فرمودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ پر حرکت کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں مگر ضرورت ہے کہ اس وجود
پاک کے مختصر سوانح و حالات زندگی ہر کلمہ گو کے کان تک پہنچائے جائیں تاکہ رابطہ الفت
مقبوط سے مضبوط تر ہوتا جائے اسلئے قلم اسلام کے صفحات پر رحمتہ العالمین کی حیات پاک بیان
کی جا رہی ہے۔

آہستہ آہستہ کنواں بن گیا۔ پانی کی دھبہ سے عرب قبائل
اُکڑ آباد ہو گئے۔
تعمیر کعبہ۔ سیدنا ابراہیم واسمعیل علیہم السلام نے سارے
عالم میں گمراہی و ضلالت کو دیکھا تو توحید سے آشنا کرنے کے
لئے سب سے پہلے روئے زمین پر اور پھر اس جیٹل میدان
میں خدا کا گھر بنایا جس کا نام بیت اللہ ہوا۔ اور بڑا گلاب بیت
کا دروازہ کھٹکتا رہا ہوئے دعا مانگی۔ رُکْنَا وَابْعَثْ
فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ
وَيُزَكِّيهِمْ۔

ظہور اسلام سے پہلے عرب کی اخلاقی حالت۔
عرب میں سب سے پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے
توحید الہی کا محور چھوڑا اور خدائے وحدہ لا شریک
کی پرستش کے لئے مکہ میں سب سے پہلے خدا کا گھر بنایا۔

مقام پیدائش۔ رحمتہ العالمین شہر مکہ میں پیدا ہوئے اور مکہ
جزیرہ عرب میں مشہور و معروف شہر ہے اس جزیرہ کے تین طرف
پانی اور ایک سمت خشکی ہے مغرب میں بحیرہ قرمظ آہٹائے یونہ
اور بحیرہ روم ہیں مشرق میں بحر ہند تیلج فارس اور بحر عمان
جنوب میں بحر ہند اور شمال کے حدود بہت مختلف ہیں۔
تتالیس بجے مکہ۔ یہ جگہ غیر آباد پڑی تھی چاروں طرف خشک پہاڑ
تھیں بیچ میں کھلا میدان تھا پہاڑوں کے برساتی نالے اسی میدان
میں زور و شور سے بہا کرتے تھے زمین پتھر پٹی تھی اور اس پر
لکڑیوں کی موٹی چھ موجود تھی۔ دور دور تک پانی نہ تھا اس لئے
انسان تو کیا وہاں پر کوئی جانور بھی نہ رہ سکتا تھا حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے اللہ جل جلالہ کے حکم کے مطابق اپنی بیوی
حضرت ہاجرہ ادا کھوتے فرزند اسمعیل کو اس جگہ لاکر
آباد کیا۔ ان کی برکت سے نومزم چشمہ زمین سے پھوٹا اور

حضرت مریم حضرت یسے اور حضرت اسمعیل کی تصویریں
خاند کعبہ میں تھیں۔

رحمتہ اللعالمین کے ظہور کی بشارتیں۔

بیشمار اس کے کہ رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
کے متعلق لکھا جائے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ
کے آنے کی بشارتیں جو پہلی کتب مقدسہ میں پائی جاتی
تھیں۔ ان کا ذکر کیا جائے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ **وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ**
مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ الخ کہ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ظہور کا وعدہ جمیع انبیائے کرم علیہم السلام عالم کو دیا
گیا اور ہر اک نبی کے ذریعے سے اس کی امت سے عہد لیا
گیا تھا کہ اس وقت تم کو کتاب و حکمت دی جاتی ہے پھر
تمہارے پاس ایک ایسا رسول آئے گا جو تمام انبیاء عالم
کی تقدیق کرے گا۔ اُس کو تم نے ماننا ہو گا۔

نئے عہد نامہ کی کتاب اعمال کے باب ۳۴ ورس ۲۱ سے
بھی اس مضمون کی تصدیق ہوتی ہے۔

دوسری پیشین گوئی جو اپنی عظمت اور شان و صفائی
میں اسی طرح کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور جو حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی زبان سے بنی اسرائیل کو پہنچائی گئی ہیں۔
میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک
نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔

(استنار ۱۸: ۱۸)

بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے
لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک جب نبوت
کا سلسلہ ان میں بند ہو گیا نہ کسی نے ایسا نبی ہونے کا دعویٰ
کیا جیسا کہ شہادت میں مذکور ہے اسی بنا پر یہودی براہ
ہوئی علیہ السلام جیسے نبی کی آمد کے منتظر رہتے رہتے

لیکن اعتقادِ زمانہ کے ساتھ لوگوں کے دلوں سے صدائے
توحید کا اثر ناکل ہو گیا اور پانچویں عیسوی میں تو یہ حالت
ہو گئی تھی کہ جہالت و شیطنیت اگر کسی مخلوق پر ناکر سکتی
تھی تو وہ بھی مخلوق تھی جو اس مقدس خطہ میں اُس وقت
آباد تھی سخاوت کا جلوہ گاہ شراب اور جوئے کی بزم ہوتی
تھی جو ان مجالس سے بچتا وہ بخیل تھا۔ ان خبیث اخلاق
پر خضر کرنا جہالت کا پہلا سبق تھا۔

اولاد اپنے آباد اجداد کے ان افعالِ قبیحہ پر
فخر کرتے تھے اور قبائل میں نسبِ فخر انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔
ہاجی اخلاق اور جنگ و جدل ادنیٰ سی بات پر نسلوں چلا
جاتا تھا۔

عرب کی ساری مخلوق انسانی شرافت، اخلاق اور تہذیب
و تمدن سے کوسوں دور تھی۔
ظہور اسلام سے پہلے عرب کی مذہبی حالت۔

اسلام سے پہلے عرب جاہلیت کے حالات پر غور کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف مذاہب اور اعتقاد کے
تھیں بعض ان میں بت پرست بعض لاد مذہب بعض صابئی
بعض یہودی اور بعض عیسائی تھے۔ بت پرستی کی رسم
عرب کے قدیم باشندوں سے چلی آتی تھی۔ عاد۔ ثمود
جدیس۔ جرم ادلی اور علیق ادل وغیرہ ہم بتوں کی پرستش
کرتے تھے لیکن ان کے تفصیلی حالات بخود زمانہ کی وجہ سے
ذیل سکے۔

جن اصنام کی تم عرب جاہلیت میں پرستش کرتا
تھا ان کی تفصیل ملاحظہ ہے۔ ہبل یہ بڑا بت کعبہ پر
لکھا ہوا تھا۔ یہ بت قبیلہ مرکلب کا معبود تھا۔ سوارخ قبیلہ
جو مدح کا بت تھا۔ کعبہ کے اندر حضرت ابراہیم کی تصویر تھی
ان کے ہاتھ میں ستارہ کے تیراز لام کہلاتے تھے۔ ایسے ہی

دالے کے لئے دالے کو نکلے۔ کیونکہ وہی تلواروں کے ساتھ سے ننگی تلوار سے ادا کیجی ہوئی کمان سے ادا جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔

اول لفظ عرب پھر بھاگنے والے کا ذکر تاریخ علم میں ایک ہی بھاگنے والا ہے جن کی دہشت (میرج میں ایک عظیم الشان واقع ہو گیا اسی سے سنہ اسلامی شروع ہوتا ہے یہ وقعت کسی دوسرے کے بھاگنے کو نہیں ملی پھر آپ ہی ننگی تلوار کے سامنے سے بھاگنے والے ہیں تاریخ سے ثابت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت اپنے گھر سے نکلے۔ جب دشمن ننگی تلواریں لے کر آپ کے گھر کا محاصرہ کر چکے تھے۔ اور سب کے سب یک مرتبہ آپ پر ٹوٹ پڑنے کو تیار تھے دنیا میں نہ کسی شخص کے بھاگنے کو یہ عظمت نصیب ہوئی نہ اس طرح ننگی تلواروں کے اندر سے کوئی بھاگ کر نکلا اور پھر مروج الفاظ عرب کی بابت الہامی کتاب نے تو اس کا فیصلہ ہی کر دیا۔

مرد کائنات فخر موجودات کی تشریف آوری کی پیش گوئیاں تو کثیر تعداد میں ہیں۔ مگر طوالت کے خوف سے صرف اب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی چند بشارتوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

پہلی بشارت جس کی قرآن حکیم تائید کرتا ہے۔
وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِمْ بَعْدَ إِسْمِهِمْ هَٰؤُلَاءِ
اسی طرح یوحنا کے ۴-۱-۱۵-۱۷ میں مذکور ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

۱) اگ تم مجھے پیار کر تے ہو تو میرے سکون پر عمل کرو اور میں اپنی بیعت سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا تعلق دینے والا بنے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے یعنی نوح بنی۔ ۱۴-۱۵-۱۷۔

چنانچہ یوحنا ۱۹-۲۲ میں ہے کہ لوگوں نے یوحنا بپتسمہ دینے والے سے دریافت کیا کہ کیا تو مسیح ہے تو اُس نے کہا نہیں پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا تو الیاس ہے تو اُس نے کہا نہیں پھر انہوں نے پوچھا کیا تو وہ نبی ہے تو اُس نے کہا نہیں امر مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو ایک تو مسیح اور دوسرے الیاس اور تیسرے کسی اور نبی کا جس کی اس قدر شہرت تھی کہ ان کا نام لینے کی بھی ضرورت نہ تھی اشتہار تھا۔

تیسری نہایت کھلی بشارت استنساخ ۲۰ میں مذکور ہے خداوند سینا سے آیا اور شیعہ سے ان پر طلوع ہوا۔ فالان ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ میں ایک آتش شریعت ان کے لئے تھی۔

سینا سے آنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہے۔ جو سینا پر ہوا اور شیعہ سے طلوع ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہے جس پر سلسلہ بنی اسرائیل ختم ہوا اور فالان بنجار کا نام ہے اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آنے والا ایک ہی انسان دنیا میں ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دس ہزار برگزیدہ صحابہ کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ وہ آتش شریعت فالان بنی ہے جس کی شریعت شریعت بیضا کے ہم سے آج بھی موسوم ہے۔ کیونکہ اُس نے تمام امور پر روشنی ڈالی۔

چوتھی بشارت صاف طور پر عرب کے متعلق ہے ملاحظہ ہو یسعیہ ۲۱-۱۳-۱۵ عرب کی بابت الہامی کلام حرب کے صحرائیں تم لات کا لو گے۔ اے دو اینوں کے قاتلو۔ پانی کے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ ایسے تھما کی زمین کے باغداد۔ روٹی لے کر بھاگنے والے کے لئے

دو سرسبز پیغام پر پھر پیغام دیتے ہیں۔ لیکن میں پہلے ہی سمجھ گیا ہوں کہ ہندو سے لئے میرا جہاں ہی مفید نہ ہو سکتا تھا۔ اگرچہ میں نے جہاں تک پہنچا وہاں تک پہنچا، مگر اس سے بڑا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ اگرچہ میں جہاں تک میں آئے ہندو سے پاس بھیجوں گا۔ ۱۴-۱۵۔

یہ پیشینگوئیاں بھی ہنایت صراحت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک اور نبی کے آنے کی خبر دیتی ہیں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعائے ابراہیم علیہ السلام بھی ہیں اور بشارت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں آپ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

اذا دعوت ابی ابراہیم و بشارت عیسیٰ و صلوات اللہ علیہما۔

اللہم یتبعون الرسول البقی الاھی الذی یجدونہ مکونہ عندہم فی التوحید۔

ولادت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بہند کا موسم تھا۔ جمع صادق کی روشنی میں ہی مہدی کی مہتاب نے ابھی جہاں کو روشن نہیں کیا تھا کہ ماوراء النہر کی تاریخ مطابق ۱۲۲ھ میں مکہ مکرمہ کی مسجد معوضات میں پیدا ہوئے حضرت عبدالطلب پوتے کے تولد کی خبر سن کر گھر آئے اور نومولود کو کھانہ کبیر میں ملے گئے اور دعا مانگی۔ ساتویں صوفی حقیقہ ہوا اور ہم عمر رکھا گیا مکمل قریش کی دعوت کی قریش نے اس ناموس نام و کھنے کا موجب ملک مانج و تھا سبب پوچھا۔ عبدالطلب نے کہا: اے کنیز! خرچہ ساری دنیا میں خرچ و جنت ملک کا سزا ہو تو تو پاس ہے۔

میں ملے لیا۔ حضرت حلیمہ کی پیدائش اور حضرت آمنہ کی وفات شرفائے مکہ میں دستور تھا کہ وہ عربی خصوصیات کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنے بچوں کو ایام رضاعت ہی میں دیہاتوں میں بھیج دیتے تھے اس دستور کے مطابق چھ مہینے بعد عبدالطلب نے اپنے پوتے کو ایک دایہ حلیمہ کے جو بچوں کی تلاش میں مکہ آئی ہوئی تھیں حوالہ کر دیا۔ دو برس تک اس بچہ نے حلیمہ سعدیہ کی گود میں پرورش پائی پھر سے بریں حلیمہ سعدیہ نے یہ امانت آکر حضرت آمنہ کو واپس کر دی اور ابھی آپ کی عمر چھ سال کی تھی حضور کی والدہ آپ کو ساتھ لے کر اپنے مرحوم شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے گئیں راستہ میں مقام البوار میں انتقال ہو گیا اور یتیم بچہ بھی برس کی عمر میں ملن کی سرپرستی سے بھی محروم ہو گیا۔

والدہ کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش اور نگرانی آپ کے دادا عبدالطلب نے اپنے ذمہ لے لی۔ ہر وقت پوتے کے ساتھ دیکھتے ایک پل کے لئے آنکھ سے اور چل کر جو بچہ دیکھتے تھے لیکن یہ ساری شفقت بھی زیادہ دنوں تک قائم نہ رہ سکا اور ماں کے انتقال کے دو سال بعد دادا کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔

ابو طالب کی پرورش اور شام کا سفر۔ عبدالطلب و دنیا سے رخصت ہوتے وقت پوتے کو اپنے لڑکے ابو طالب کے سپرد کرتے گئے اور کہتے تھے: تم میرے ساتھ عشق تھا۔ ان کے مقابلہ میں اپنے عابدان کے کسی فرد کو بھی کوئی رخصت نہ دیتے تھے ابو طالب کا شغل تجارت تھا اس سلسلہ میں معاشرہ ملک شام آیا جایا کرتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاں میں سالوں کو شام کا سفر کرتے آیا۔ ابو طالب آپ کو ایک گھر کے لئے بڑا نہیں کرتے

نبوت کی تمہید۔

یہ مخالفین قدرت ہے کہ طالع آفتاب سے پہلے پیدا ہوئے۔ سحر منور ہو جاتا ہے۔ بارانِ رحمت سے پہلے ٹھنڈی ہوا میں موسم پرشکال کا پتہ دیتی ہیں۔ موسم بہار کے آغازِ فضا کا تغیر بہار کی آمد آمد کا اعلان کرتا ہے اس لئے ہوں ہوں آپ کی عمر بڑھتی جاتی تھی اور نبوت کا وقت قریب آتا جاتا تھا آپ میں غیر معمولی تغیرات پیدا ہوتے جاتے تھے اور عمر کی نیا دقت کے ساتھ ساتھ طبیعت دنیا سے ہٹتی جاتی تھی اور روح ایک لامعلوم شے کے لئے بے قرار تھی لیکن مطلوب کا پتہ نہ ملتا تھا رفتہ رفتہ طبیعت عزت نشین کی طرف مائل ہونے لگی آپ سامانِ خورد و نوش لے کر مکہ کے باہر غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ جتنے کہ خواب میں اسرارِ مشکشف ہونے لگے۔ جو خواب دیکھتے وہ واقعہ کی شکل میں نظر آتا۔ ہوں ہوں ملازم بڑھتے جاتے تھے یقیناً الہی ترقی کرتا جاتا تھا مگر آپ کا سن شریف چالیس سال کو پہنچا۔

دو شنبہ کا دن تھا اور یزید کی فوجیں تاریخ اور دن کا وقت کہ آپ کو اوپر کی طرف سے ایک نورانی تخت پہنچے کو اترتا ہوا دکھائی دیا جو کہ آپ کی طرف آ رہا ہے دیکھتے دیکھتے وہ تخت آپ کے پاس پہنچ گیا جس پر ایک نورانی شخص بیٹھا نظر آیا۔ تخت نشین شخص سے اتر آئے اور آپ سے بے تکبر ہوا۔ اور آپ کو بتلایا کہ میں جبریلِ عظیم ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے شہادت سنانے آیا ہوں۔ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ سے جبریل نے کہا پڑھو۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں پڑھتا نہیں جانتا۔ پھر جبریل نے آپ کو گلے کر لیا دو مری مرتبہ پھر کہا پڑھیے آپ نے کہا میں پڑھتا نہیں جانتا تیسری مرتبہ پھر گلے لگا کر دبا دیا اور کہا پڑھئے۔ آپ نے

لیکن سفر کی تکالیف کے خیال سے ساتھ نہیں لے جانا چاہتے تھے لیکن چلتے وقت آپ پچاسے لپٹ گئے اس لئے وہ ساتھ لے جانے پر مجبور ہو گئے۔
جہانگیر اور شادی۔

آپ کی معیشت کا بوجھ کبھی کسی دوسرے پر نہیں پڑا والد کے ترکہ میں پانچ اونٹ اور۔ مہ بکریاں ملی تھیں۔ سن شعور کو پہنچنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسبِ معاش کی فکر ہوئی۔ اُسی وقت آپ نے اپنا خاندانی شغل تجارت اختیار کیا۔ آپ کی دیانت۔ امانت کی بھی شہرت ہو چکی تھی تو اُن دنوں مکہ میں خدیجہ بنت خویلد بن اسید نہایت شریف النسب مالدار عورت تھیں دوسرے لوگ اُن کے سرمایہ سے تجارت کرتے تھے اور منافع میں وہ کچھ اُن کو دے دیا کرتی تھیں۔ حضرت خدیجہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راست گفتاری۔ امانت اور نیک کرداری کا علم ہوا تو درخواست کی کہ آپ میرا مال تجارت لے کر شام جا لیں جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں اس کا دوا آپ کو دوں گی اور اپنا غلام میسرہ کو ساتھ کر دوں گی آپ نے تجویز منظور فرمائی اور بصرہ تشریف لے گئے۔ میسرہ آنحضرت کے اخلاق و عادات کے مشاہدات اپنی مالک سے بیان کئے حضرت خدیجہ آپ کے پاکیزہ اخلاق سے پہلے ہی واقف تھیں ان کو اپنا کاروبار چلانے کے لئے ایک پاکیزہ اخلاق اور امین شوہر کی ضرورت تھی اس لئے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی درخواست کی۔ آپ نے منظور فرمایا اور ابوطالب نے بعض پانچ سو طلائی درہم نکاح کر دیا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال اور حضرت خدیجہ کی عمر مائیسالی تھی۔ اور گریں پشت پر نہ دھین کا لب مل جاتا ہے۔

کہہ۔ تو مزدور ابو بکرؓ کے کانٹوں کی وجہ سے اُسے یاد کرنا

خیر البریۃ القاہا واعد لها

بعد البنی ووافانہا بما حبل

نبی کے بعد وہ ہم خلقت سے زیادہ اللہ سے

ڈر لے والا عادل اور اپنے فرائض کو کاٹھنہ انجام دینے والا ہے۔

الثانی المحمود مشہد ۷۰

اول الناس منهم صدق السلا

(ترجمہ) وہ دوسرا پیر و تھا جس کی حاضری ہمیشہ قابل

حمد ہوئی اور وہ پہلا شخص تھا جس نے رسولؐ کی تصدیق

کی۔ جب بارگاہ ربوبیت سے وائز و شیعین ملے

لا قلوبین کا حکم تبلیغ آجکا تو حضرت نبی اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنی تبلیغ کی طرف توجہ فرمائی اور کوہ صفا

پر کھڑے ہو کر اہل مکہ کو پکارنا شروع کیا اور ہر قبیلہ کو اُس

کے نام سے پکارا۔ لوگ جمع ہو گئے اور پہاڑی کے دامن

میں کھڑے ہو کر پوچھنے لگے۔ کیوں بولتے ہو۔

آپ کی پہلی پبلک تقریر

لواخبر حکماء الحدومحبکم و میسکم

اما کتم قصدا قوی قالوا بلی قال انی نذیر

لکم بین یدی عذاب شدید۔

آپ نے فرمایا۔ دیکھو میں پہاڑی کے اوپر کھڑا ہوں

اور آپ سب اُس کے دامن میں ہیں۔ میں اوپر سے دونوں

طرف دیکھ رہا ہوں مگر آپ دوسری طرف کو جو پہاڑی کے

پچھے ہے نہیں دیکھ سکتے۔ کیا میرا کہنا ٹھیک ہے؟ آدھیں

آئیں۔ ہاں ٹھیک ہے؟

پھر فرمایا۔ تم مجھے جانتے ہو؟ لوگوں نے ہاں کہا۔

آپ نے کہا کیا پڑھوں۔ حیرت میں نے کہا۔

اقرا یا مسم ربک اللہ فی خلق خلق

الا لسان من خلق۔ یہاں تک کہ وہ اس آیت

تک پہنچے۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے حضرت خدیجہؓ

کے پاس آئے اور کہا کہ مزدور میری موت کا وقت آگیا

ہے انہوں نے کہا حضور آپ کا رب آپ کے ساتھ ہے

کیونکہ آپ نے کبھی بُرائی نہیں کی۔

یہ نبوت کا پہلا دن تھا مگر آپ پتا پتے تھے کہ اس

واقعہ کا ذکر کبھی ایسے شخص سے کریں۔ جو راز دارین کے

ابو بکرؓ کا ہم آپ نے خود بخود تجویز کیا اور اُن کی طرف

ردائے ہوئے لیکن ابو بکرؓ راستہ میں رہ گئے کہنے لگے

کہ میں آپ کی طرف آ رہا تھا فرمایا کہ میں بھی تم سے ملنے

کو نکلا تھا۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ میں رات سے سوچ رہا ہوں کہ

میری قوم کا مذہب کیا ہے یہ خود ہی پتھر گھڑتے ہیں مگر

بناتے ہیں اور پھر اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور

اسے اپنا حاجت روا سمجھنے لگتے ہیں۔ اس سے میری حیرت

بڑھتی رہی اب یہ راز آپ سے عرض کرنے آیا ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے اللہ نے رسول بنایا ہے

اور توحید سکھانے کو مقرر کیا ہے اور مجھے سچا دین

مل گیا ہے ابو بکرؓ یہ سن کر خوش ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔

شعبی سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس سے

پوچھا۔ سب سے پہلا مسلمان کون ہے؟ انہوں نے کہا

کیا تم حسان بن ثابت کے اس قول سے واقف نہیں؟

اذ اذاکم شجوا من اخی ثقفہ

فادکم لخالک ابابکر بما فعل

(ترجمہ) جب تم کسی قابل اعتماد شخص کا تپا کسے ذکر

ابوطالب کے پاس گیا کہ تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کو بُرا کہتا ہے ہمارے مذہب کی مذمت کرتا ہے آپ اُس کو روکیں یا تم درمیان سے ہٹ جاؤ ورنہ پھر میدان میں آؤ۔ تو تم تم فیصلہ کر لیں۔ ابوطالب نے یہ رنگ دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر سمجھایا تو آپ نے فرمایا۔

يَا لَعَنَّا لَا اِشْرَكَ هَذَا اِلٰمَرِحْتٰى يٰظْهَرَ اللّٰهُ
وَ اَهْلَكَ فِيْهِ۔

بچا جان خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر آفتاب اور دوسرے پر ہتھاب لا کر رکھ دیں تو بھی اس فریقہ سے دست کش نہیں ہو سکتا آنکھیں کامیاب ہو جاؤں یا اس راہ میں ہلاک ہو جاؤں۔ ابوطالب یہ جواب سن کر سخت متاثر ہوئے کہا جاؤ جو دل میں آئے کرو میں کسی حالت میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔

معراج اور فریقہ نماز۔

اسی سنہ میں معراج ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم افلاک و جہنم و دوزخ کی سیر کرائی گئی نماز پنجگانہ فرض ہوئی۔

موسم حج میں دعوت اسلام۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ کے ایمان لانے سے ناامید ہوئے اور جو لوگ اطراف و جوار سے آتے تھے ان زرد گاہ پر تشریف لے جاتے اور ان کو دعوت اسلام دیتے قرآن پڑھ کر سناٹے اور مسلمانوں کی مدد کے لئے فرماتے۔

ایک دن آپ حقہ کے قریب رونق افروز تھے کہ اتفاقاً بنی خزرج کے چھ آدمیوں سے ملاقات ہوئی آپ نے اُن کو دعوت اسلام دی۔ قرآن پڑھ کر سنایا۔ چونکہ یہ لوگ یہود کے قریب رہتے تھے اور ان کے کان اس آواز سے آشنا تھے

پوچھا مجھے سچا جانتے ہو یا جھوٹا؟ سب نے کہا آج تک کوئی جھوٹ آپ کے منہ سے ہم نے نہیں سنا۔ فرمایا اگر میں تم کو کہوں کہ مجھے دُور سے ڈاکوؤں کی ایک جماعت آتی ہوئی نظر آتی ہے اندیشہ ہے کہ وہ ہماری بستی پر ڈکیتی نہ کریں۔ تو آپ لوگ اُسے بیچ مابین گئے لوگوں نے کہا۔ ہاں فرمایا میری یہ باتیں مثالی کے طور پر تھیں۔ ہزرت ایک ایسا ادبچا مقام ہے کہ جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے وہ دنیا و آخرت کی زندگی کے دونوں طرف کو برابر دیکھا کرتا ہے وہ عالم آخرت کے آنے والے بڑے انجام کو دُور ہی سے معلوم کر لیا کرتا ہے میں بہتیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے اعمال و افعال موجودہ کو چھوڑ دو۔ تبلیغ حق اور بدلہ۔

تبلیغ حق کے جرم میں قریش نے اپنے جو دوستم کا تختہ مشق بنانا شروع کر دیا سچے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حرم میں جا کر توحید کا اعلان کیا۔ اس جرم پر مشرکین ٹیٹ پڑے حاتم بن ابی حاتم نے آپ کو لے جانے کی کوشش کی اس میں وہ مقتول ہوئے یہ واقعہ صدائیں پہلی قربانی تھی۔

اب تک مشرکین نے اسلام کی دعوت کو نہ یادہ اہمیت نہ دی تھی لیکن جس جرم اسلام کے پرستاروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا تھا مشرکین کی مخالفت بڑھتی جاتی تھی انکی مخالفت کے بہت سے اسباب تھے اسلام ان کے صدیوں کے عقائد کو باطل کر رہا تھا ان کے معبودوں کو جن کی پرستش کرتے تھے ان کا ایندھن بتاتے تھے۔ مشرکین مکہ کا وفد۔

اس تبلیغ اسلامی سے روکنے کے لئے معززین شہر نے صلح دہشتی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باز رکھنے کی کوشش کی اور معززین قریش کا ایک وفد آپ کے چچ

پوری اور زنا کے پاس تک بھی نہ جائیں اپنی اولاد کو
مثقل نہ کریں جو اس زمانہ میں لڑکیوں کو مار ڈالنے کا راج
تھا کسی بے گناہ پر کوئی بہتان نہ باندھیں خدا کی نفرمانی
نہ کریں اگر ان باقوں پر عمل کیا تو تھارے لئے جنت ہے
اور اگر ان میں سے کسی چیز کے مرتکب ہوئے (بجز مشرک
کے) تو معاملہ خدا کے ہاتھ ہے وہ معافی دے یا
اس کی سزا دے۔

ہجرت کا عزم اور انصار کا عہد و پیمان۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض صرف چند
انسانوں کو راہ راست دکھانے پر ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ
سارے عالم کو تھائے واحد کے سامنے جھکانا تھا اور
خدا کے کعبہ کو جو دنیا میں سب سے پہلا گھر خدا کا گھر تھا۔
بتوں کی آلائشوں سے پاک کرنا تھا اور یہ اہم فرم کر
میں رہ کہ پورا ہونا ممکن نہ تھا اس لئے خدا کے دین کو
زیادہ آڑا ہی اور وسعت کے ساتھ پھیلانے کے لئے
کسی پر امن قیام کی ضرورت تھی آپ نے اسلام کا تبلیغی مرکز
کہ سے مدینہ منتقل کر دینے کا عزم فرمایا۔ انصار کے لئے
اس سے زیادہ کیا سعادت ہو سکتی تھی وہ آنکھیں فرش
رہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

صحابہ کی ہجرت مدینہ۔

مدینہ میں جائے پناہ حاصل ہونے کے بعد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ہجرت کی اجازت دے
دی اور ہجرت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ قریش کو خبر ہوئی
تو انہوں نے روک ٹوک شروع کر دی۔ لیکن رفتہ رفتہ
اکثر صحابہ نکل آئے۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی
کریم اللہ وجہ اور وہ صحابہ جو ناداری کی وجہ سے مدینہ

کہ عنقریب عرب میں ایک نبی پیدا ہونے والا ہے جو الحاد
و ظلمت مٹائے گا آپس میں کہنے لگے۔

وَاللّٰهُ اِنْ هٰذَا اِنْبِیَی الَّذِیْ قَعَدَ کُمْ تَوْبَہُ
الْیَہُودِ فَلَا یَتَعَلِیْکُمْ اِلَیْہِ فَاَجَابُوْہُ۔

واللہ یہ تو وہ ہی نبی ہے جن کے متعلق ہمارے
یہاں کے یہود چرچا کرتے ہیں پھر ہم پر ایمان لانے
میں سبقت نہ کرنے پائیں۔

چنانچہ اسی وقت مشرف باسلام ہوئے اور ان کو
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں دیں پھر یہ
حضرات رخصت ہو کر مدینہ پہنچے تو یہ حضرات فریقین
تبلیغ کو اس تندہی سے بجالائے کہ انصار کا کوئی گھر ایسا
نہ رہا جس میں آپ کی نبوت کا پرچا نہ ہو ان مبلغین کی مساعی
بہت کامیاب ثابت ہوئیں۔

دوسرے سال ایم جمع کے موقع پر مدینہ کے
بارہ افراد حاضر ہوئے اور انہوں نے اپنی مستورات
کی طرف سے بھی آپ کے دست مبارک پر ان امور
پر بیعت کی جن کو حضرت عبادہ بن صامت اس عبارت
میں ظاہر فرماتے ہیں۔

بَاِیْعَانَا بِمِیْعَةِ النِّسَاءِ عَلٰی اَنْ لَا تَشْرُکَ بِاللّٰہِ
تِیْنًا وَلَا نَشْرُقُ وَلَا نَنْزِنِیْ وَلَا نَقْتُلُ اَوْ لَا دِیْنًا وَلَا
خَاقِیْ بِبَہْتَانٍ نَّعْتَرِیْہِ مِنْ بَیْنِ اِیْدِنَا وَ
اِسْرَاجِنَا وَلَا لِنَعْصِیْہِ فِیْ مَعْرِوْفٍ وَ نَاقِیْ
وَقِیْلَہُ بَذَاکَ فَلَکُمُ الْجَنَّةُ وَاِنْ عَثَقْتُمْ
شَیْئًا اِذَا مَرَّکُمْ اِلَیْہِ اِنْ شَاءَ غُفِرَ
اِنْ شَاءَ عَذَبَ۔

(ترجمہ) ہم نے ان امور پر آپ سے بیعت کی
کہ اللہ کے ساتھ شرک کا شائبہ نہ آئے پائے

مدینہ منورہ میں داخلہ۔

اہل مدینہ کو مکہ سے آپ کی روانگی کا حال معلوم ہو چکا تھا کئی روز سے استقبال کے لئے روزانہ ہی صبح سے گروہ کے گمہ مدینہ سے حرہ مقام پر دوپہر تک انتظار کر کے لوٹ آتے۔

ایک روز جب کہ سب لوٹ کر آئے ہی تھے کہ ایک یہودی نے اُدبچے مقام سے آپ کو دیکھ کر آواز دی کہ لوگو دوڑو جن کے لئے تم قیاب تھے وہ آ رہے۔ یہ سنتے ہی تمام مدینہ میں مسرت کی لہریں دوڑ گئیں بکیروں کے نعرے بلند ہونے لگے تمام اہل مدینہ مسلم اور غیر مسلم آپ کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ حرہ مقام کے قریب پہنچ کر دیوار رسالت آثار سے مشرف ہوئے۔

رحمۃ اللعالمین شان و شوکت سے مدینہ میں داخل ہوئے۔ اہل مدینہ سلحہ دانے ہائیل آگے پیچھے پیادہ ساتھ تھے جس محلہ سے گذر ہوتا۔ اہل محلہ فرداً فرداً ناقہ کی سی پکڑ کر عرق کرتے۔

انزل فینا یا رسول اللہ فان فینا العذو
الحلقۃ والشواقۃ وحنی اصحاب الفضل
والحدائق الی غیر ذلک۔

(ترجمہ) یا رسول اللہ ہمارے یہاں قیام فرمائیے ہماری کثیر جماعت ہے۔ ہم بہاد لوگ ہیں ہمارے یہاں بڑے بڑے مکانات ہیں اور باغات ہیں ہم صاحب ثروت ہیں رحمۃ اللعالمین سب کو یہی فرماتے تھے۔

بارک اللہ علیکم خلوہا فانہا ما مودق
اللہ لعلل ان سب چیزوں میں برکت دے۔ اس کو چھو دو
اس ناقہ کو حکم ملا ہوا ہے پیمائیں مکاتوں کے چھتوں پر سے اپنے اپنے انداز میں متراجم تھیں۔

مک کی ضرورت نہ رکھتے تھے باقی رہ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش صحابہ کرام کو مدینہ پہنچ کر مسلمانوں کو امن و سکون حاصل ہوا۔ اور ان کی تعداد نہایت حیرت انگیز کے ساتھ بڑھنے لگی اس کا تدارک مشرکین نے اپنی ناکامی کے عقد میں لغو و بطلان محض قرار دیا۔ اندھیری رات میں کاشانہ نبوی کا محاصرہ کر کے آپ کے برآمد ہونے کا انتظار کرنے لگے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اللہ سے آگاہی ہو گئی۔ آپ کے ذمہ اہل مکہ کی کچھ امانتیں تھیں حضرت علیؓ کو بلا کر امانتیں سپرد کیں اور فرمایا میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤں گا تم میرے پلنگ پر چادر اوڑھ کر سو رہو۔ صبح کو سب امانتیں پہنچا دینا خدا کو اپنا دین مکمل کرنا تھا اس لئے مشرکین کو نیند آ گئی۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان پر حسرت کلمات کے دو مکہ تو مجھے ساری دنیا سے عزیز ہے لیکن تیرے فرزند محمد کو رہنے نہیں دیتے۔ کعبہ کو الوداع کہہ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے یہاں سواری وغیرہ سفر کا ضروری سامان موجود تھا آپ متہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار ثمر میں تشریف فرما ہوئے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ مویجہ پاکر خیر گیری کے لئے حاضر ہوتے رہے اور ساتھ میں اہل مکہ کے حالات سے اطلاع دیتے رہے علامہ ابن خیر جو صدیق اکبرؓ کے چرنے تھے بکریوں کو پوتے ہوئے دہانے آئے اور شب کو اسی غار کے قریب بجا رہے جس کی وجہ سے دو دھبہ باسہولت اور با افراط ان حضرات کو ملتا رہا۔ ان کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ نے کھانے کا ایسا ام کیا کہ خود کھانا تیار کر کے مویجہ پاکر دہا پہنچاتی رہیں

طرح البدل علینا ومن ثبات الوداع

واجب الشکر علینا صلی اللہ علیہ وسلم

مالک الملک جس کے سر پر تاج عزت رکھنا چاہے اُس سے کون چھین سکتا ہے اونٹنی جب مالک ابن ابی الجار کے مکان کے قریب پہنچی تو اس مقام پر اچانک ناقہ بیٹھ گئی جو بعد میں مسجد نبوی کا دروازہ بنا۔ آپ نے فرمایا۔

هذه المنزل انشاؤ اللہ انشاؤ اللہ ابو ایوب

انصاری اور اُن کے اعزہ جلدی سے آگے بڑھے اور ناقہ کا کچادہ اپنے مکان میں لے گئے۔

ام بخاری براء سے روایت نقل فرماتے ہیں ملاویدت اهل المدينة فرجوا البشی فرحهم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں نے اہل مدینہ کو اس قدر خوش کبھی نہیں دیکھا ہے آپ کی تعریف آوری کے وقت تھے

مدینہ کے دس سالہ قیام کے اہم واقعات۔

پہلے سال میں مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی اُس کے طاق کونٹ کے لئے جوڑے تیار ہوئے یہ تعمیر جو جانے پر ابو ایوب انصاری کے مکان سے آپ یہاں منتقل ہوئے اسد ابن زرارہ انصاری جو قبیلے صحابی کی وفات ہوئی جو انصار میں سب سے پہلے جنت البقیع میں مدفون ہوئے اور جابر بن عثمان بن مظعون مدفون ہوئے حضرت انس خادما مدہ سے آپ کے یہاں مقیم ہوئے دوسرے سال میں حج تمتع میں آپ نے مع صحابہ کے عاشقہ کا منہ دکھا حضرت عائشہ کو حضور علی سے نکاح ہوا بھلے بیت المقدس کے بیت اللہ قبلہ قرار پایا رمضان میں غزوہ بدر ہوا اور اس میں حضور کی صاحبزادی قریب نے انتقال فرمایا۔

تیسرے سال حضرت حفصہ اور حضرت زینب بنت خویلد سے آپ کا نکاح ہوا آپ کی صاحبزادی اُم کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا جنگ احد دار اقدار میں حضرت اہم حسن پیدا ہوئے۔

چوتھے سال میں غزوہ الرقاق ظلم ہوا حضرت حسین کی ولادت با سعادت ہوئی حضرت عائشہ کے ہانگ ہونے کے ساتھ تھیم کی شریعت ہوئی پانچویں سال میں واقعہ الجندل کا سفر پیش آیا۔ غزوہ خندق۔ بنی قریظہ سے جنگ۔ حضرت زینب بنت جحش سے نکاح۔ متواتر کوہرہ کرنے کا حکم۔ چھٹے سال میں غزوہ مدینہ۔ بنی مصطلق سے جنگ آپ نے گھوڑہ دوڑائی جس میں ابو بکر صدیق کا گھوڑا اول نمبر رہا۔

ساتویں سال میں غزوہ خیبر میں آپ کو زہر دیا گیا حضرت ام حبیبہ حضرت میمونہ حضرت صفیہ سے نکاح ہوا۔ شاہ متوش کی طرف سے تحائف آئے جو حضرت ابی طالب جنت سے واپس آئے۔

آٹھویں سال سریر موت میں زید بن حارثہ جو حضرت ابی طالب عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے خالد بن ولید۔ عمر ابن العاص۔ عثمان ابن طلحہ اسلام لئے آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے حضرت زینب آپ کی صاحبزادی کی وفات ہوئی۔ غزوہ طائف۔ غزوہ حنین ہوا۔ حکمران ابن ابی جہل اسلام لائے نویں سال میں غزوہ تبوک حضرت ابو بکر صدیق کو امیر الحج مقرر کیا حضرت علی کو سوتہ ہزار کے مخصوص مضمون کا اعلان کرنے کے لئے مکہ معظمہ بھیجا آپ کی صاحبزادی اُم کلثوم کی وفات ہوئی نجاشی پر نذر جنازہ غائبانہ پڑھی گئی قبائل اور محاکم سے اس سال بہت سے وفد بارگاہ نبوی میں باریاب ہوئے اسی لئے اس سال کو سال وفود بھی کہا جاتا ہے۔

دسویں سال میں آپ نے تقریباً ایک لاکھ اہل اسلام کے ساتھ حج ادا کیا۔ اس کو حجۃ الوداع بھی کہا جاتا ہے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات ہوئی۔ سرور کائنات خیر موجودات محمد اللعالمین کو شرک کے استیصال۔ اسلام کی اشاعت و شریعت و حکام اخلاق تکمیل دین کے آخری فرائض سے بلکہ وحی اور ایوم اکملت لکم کی تصدیق کے بعد مسلمانوں کو الوداع کہا اور رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین
(احقر العباد انتصار احمد بگٹی کان اللہ اعلم)

سلام

حضرت امام اہل سنت والجماعت بہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہرِ یارِ ارمِ تاجِ دارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
شبِ اسری کے دولہا پہ دُعا درود
نوشہٴ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہارا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
وہ زبانِ جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمہٴ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
تجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں نہ تھا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

اخلاق نبوی کا مختصر نمونہ

محترم مولانا محمد سلیمان صاحب خیر آبادی

كَانَكَ قَدْ خَلَقْتَ لِمَا تَشَاءُ
وَاجْمَلْ مِنْكَ لَمْ قَلِيلًا النَّسَاءُ

دقار و غیرہ جیسی خصائیں پائی جاتی ہیں اور عفت کے تقاضے سے سخاوت، احسان، صبر، سچم پوشی، اتنا عفت، تواضع، زہد، خوف و غیرہ اخلاقی حمیدہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب ان قوتوں اور اصول میں ذرا بھی افراط و تفریط ہوتی ہے تو کمزور، کمزور، دھوکہ باز بنی، لاف گوئی، کبر، عجب، حرص، خبث، بخل، اسراف، تنقیہ، غش گوئی وغیرہ جیسی مذموم اور ناپاک عادتیں انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان اخلاقی اصول کا پورا پورا اعتدال سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عام افراد انسانی میں نہیں پایا جاتا۔

ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے مصلح اعظم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح خاتم الاخلاق بھی ہیں۔ کہ ایسا کامل الاخلاق انسان آپ سے پہلے کوئی پیدا ہوا اور نہ آئندہ ہو گا اس لئے کہ آپ دنیا میں اسی لئے تشریف لائے تھے کہ انسان کو انسانیات کے بلند ترین مقام پر پہنچا دیں اور دنیا کے لئے سعادت داریں کی کھلی ہوئی شاہراہ دکھا دیں اور آپ کی بعثت ہی تمام نعمت اور تکمیل دین کے لئے ہوئی تھی اور ظاہر ہے کہ یہ تمام چیزیں اس وقت تک نہیں ہو سکتی تھیں جب تک کہ آنحضرت کو تمام کمالات انسانی کا مستم اور

خُلِقْتَ مِنْ أَمْنٍ كُلِّ عَيْبٍ
فَاحْتَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي

خلق۔ اس مخصوص قوت اور مکمل کام ہے جس میں نہایت آسانی سے افعال کے صدور کی استعداد موجود ہو یہ ایک ایسی عام لفظ ہے جو بھی بُری عادتوں پر بولی جاتی ہے۔ اگر انسان کی اس مخصوص قوت سے ایسی باتیں صادر ہوں جو عقلاً اور شرعاً محمود ہو سکتی ہیں تو خلقِ حسن کہا جاتا ہے ورنہ اس کے خلاف چلنے کو خلقِ قبیح سے تعبیر کیا جاتا ہے اصول اخلاقی چار ہیں۔

حکمت۔ وہ قوت ہے جس کے ذریعہ سے عقل خطا اور مواب اور تمام نشیب و فرازیں امتیاز کر سکے۔

شجاعت۔ وہ قوت ہے جس کی وجہ سے قوتِ غضب عقل کے تابع ہو کر کام کرے۔

عفت۔ یعنی وہ قوت جو خواہش نفسانی کو عقل و شرع کی موافقت پر مجبور کرے۔

عدل۔ جو غضب اور شہوتِ نفس کی روک تھام کرتا ہے۔

انہیں اخلاقی اصول کے مضبوط اور معتدل ہونے سے انسان کے تمام اخلاق صحیح اور درست ہو جاتے ہیں۔

اس لئے کہ قوتِ عقل کے اعتدالی سے حسن تدبیر و جدت فطانت وغیرہ پیدا ہوتی ہے شجاعت کی وجہ سے انسانی فطرت میں کرم و ادب کی کسر نفسِ جسم۔ ثباتِ کلمہ عینہ اور

علیہ وسلم نے عجب اہم میں لاکر زندہ مثال قائم نہ کی
تھی خدا کی عام مخلوق کے ساتھ عاجزانہ برتاؤ اسی قدر تھا کہ
بادبرد و شہنشاہ عالم ہونے کے مجلس میں سب سے ادنیٰ
اور پست جگہ بیٹھا کرتے تھے جو مسلمان نظر کے سامنے سے گزرتا
تو خود ابتدا باسلام کرتے تھے

حضرت الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس سال تک آپ کی
خدمت میں رہے یہ بات عادی ناممکن ہے کہ اتنے دلائل
میں کوئی غلط مرصی بات نہ ہوئی ہو لیکن آپ نے کبھی
اُن تک نہیں فرمایا اگر کوئی بھلا بڑا کہتا بھی تو آپ منع کر
دیتے تھے اگر وہ کسی کام میں کچھ ٹال مٹول کرتے تھے تو نہایت
نرم الفاظ اور جھٹ و پیار کے لہجہ میں سمجھا دیا کرتے تھے جس
وقت آپ کو کوئی بلا ٹاتا تو آپ لبیک کہنے کے جواب دیتے
تھے اگر کوئی ہاتھ ملا کر باتیں کرتا تو جو وقت تک وہ ہاتھ نہ
چھوڑاتا آپ برابر ہمہ تن گوش ہو کر اس کی باتیں سننا
کرتے تھے۔ اور ہاتھ نہ کھینچتے تھے۔

اپنے بولنے پھٹنے پر اُلے کپڑے خود اپنے دست
مبارک سے درست فرماتے تھے خود سے بھریاں دودھ
لینا۔ گھر کی ضرورت رفع کرنا، بازار سے چیزیں خرید
لانی خادموں کے کام میں مدد دینی۔ کبھی ساتھ بیٹھا کر
کھانا آپ کے نزدیک کچھ خلاف تہذیب دتھا یہ تو ایک
عام بات تھی کہ جب کسی غزوہ یا سفر سے تشریف لاتے
تھے تو مسلمانوں کے بچے چاروں طرف سے گھیر لیتے تھے اور
آپ انہیں نہایت شفقت اور پیار سے اپنی اوتٹنی پر
بٹھا لیتے تھے۔

دنیا جانتی ہے کہ دین و دنیا کا یہ سردار اور دولوں
جہاں کا تاجدار اپنی بعثت پاک سے پہلے ہی یتیم و یتیم کا تھا
چھ سال کی عمر تھی کہ ماں کا سایہ شفقت بھی سر سے اُٹھ گیا

کمل نہ بنایا جاتا اس لئے آپ کے اخلاقی اصول بھی نہایت درجہ
مضبوط اور راسخ کر دیئے گئے تھے لیکن پھر بھی آپ کی عادت تھی کہ
غایت بجز دلالتِ حاج سے دعا فرماتے تھے۔

اِنَّهُمْ اَحْسَنُ خَلْقِي وَخَلْقِي۔
مکامِ اخلاق کی کوئی فرد تھی جس کو اس حضرت صلی اللہ

(بقیہ صفحہ نماز)

تقریباً ناممکن ہے کیونکہ جب آدمی نماز شروع کرتا ہے تو
خیالات و وساوس اس پر هجوم کر لیتے ہیں ان سے بچنا
نہایت مشکل ہوتا ہے کیا اس سلسلہ میں کوئی علاج نافع ہے؟
اس کا جواب یہ ہے کہ اس مشکل میں جو چیز سب
سے زیادہ مفید ہے وہ یہ ہے کہ آدمی بیکسر سے قبل
قبلہ کی طرف منہ کر کے حضور قلب حاصل کرنے کی
کوشش کرے۔ پھر جب بیکسر کہے تو اس کے معانی کو ذہن
میں تازہ رکھے۔ جب تلاوت کرے تو ہر آیت کے
مفہوم پر توجہ کرتا چلا جائے اور ہر چیز پڑھتے
وقت اور ہر حرکت کرتے ہوئے اس کی حکمت جاننے کی
کوشش کرتا جائے۔ جو شخص بھی یہ کوشش باتا عددگی
سے کرے گا۔ اگرچہ یہ شروع شروع میں مشکل نظر
آئے گی۔ لیکن بعد میں آسان ہو جائے گی۔

وہ اپنا اللہ اس سے لذت و حلاوت محسوس
کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دائمی نماز قائم
کرنے والوں میں سے ہو جائے گا۔

(بشکریہ المسلمون)

بھی انہیں دیکھیں گے۔ یہ دیکھنے دیا برابر چلے کرتے رہے۔ ان کے
سب کچھ کیا کیا اور ہر ایک قسم کی تکلیف و مصیبت پہنچائی گئی
لیکن اس دشمنی اور عداوت کے باوجود ان دشمنوں کو یہ برائت
کبھی نہ ہوئی کہ کوئی ایسا اسلام آپ پر لگا سکیں جو اخلاق و سیرت
اور چال و چلن سے متعلق ہو آپ کو مجنون یا گول کہا گیا شاعر و کاہن
بنایا گیا جادوگر اور ساحر مضمہور کیا گیا مگر کبھی کسی کی زبان سے
یہ نہ نکل سکا کہ آپ میں نکال فلاں عیب ہیں۔

عراق یہ کہ اس قسم کا کوئی
چھوٹے سے چھوٹا اسلام بھی کبھی کسی کو لگانے کی جرات نہ ہوئی
بلکہ اس کے برعکس ایک کی نسبت ہر شخص کی زبان پر ایمان و صادق
ہی جیسے پیادہ سے الفاظ تھے اور قبل از بعثت قرآن کے والے
جو بعد میں شعلہ خود دشمن بن گئے تھے آپ کے اخلاق و حسنہ اور
صفات حمیدہ کی وجہ سے آپ کو سر اسٹاروں پر بٹھاتے تھے اور
دل میں جگہ دیتے۔ دل سے عزت و احترام کرتے تھے حالانکہ کج بخت
کی تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب جس حال میں تھے وہ اس امر کا
مستحق تھا کہ ہر ایک جوان و دوسرے سے جلتا تھا اور کوئی بھی
کسی کی عزت نہ کرتا تھا وہ لوگ فخر و غرور کے نشہ میں بہست
تھے اپنے سے بڑھ کر کسی کو سمجھتے ہی نہ تھے تمام قبیلے آپس میں
ایک دوسرے سے بغض و عناد و حسد رکھتے تھے ماحکم تھا کہ
بغیر کسی موثر سبب کے وہ ایک مین پچیس سالہ نوجوان کی اس
قدر تعریف اور خوبیاں بیان کرتے اور اس قدر اپنے نزدیک محبوب و
مربوب سمجھتے کہ صادق اور ایمان کے پیارے خطاب اور القاب
سے یاد کرتے یقیناً ان کے سامنے کوئی ایسا نوجوان تھا جس کے
اندوہ وہ صفات نہیں جس کی بنا پر وہ مجبور ہو گئے تھے
کہ صادق اور ایمان کے لقب سے پکاریں۔
ان تمام حملات پر غور کرنے کے بعد بے ساختہ دل سے

پھر دلائل آپ کی پیشکش کی اور نگرانی اپنے ذمہ لی لیکن آپ
برسوں کی عمر میں انہوں نے کبھی متاثر نہ ہوئے اور اس طرح تو
آپ پہنچیں یہاں تک کہ وہ دیکھ کر افسوس کے ساتھ ہرگز نہ تھے
نہیں اس کے بعد آپ کو کچھ اب طالب کے نگرانی اور تربیت
کا شرف حاصل ہوا اور بعثت و نبوت کے بعد بہت دلائل
تک زندہ رہے اور برابر آپ کی حمایت و حفاظت کرتے رہے۔
اس مدت میں آپ کو رکھنے پڑھنے کا کوئی موقع نہ ملا نہ تو
کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی اور نہ کسی استاد کے سامنے
ناتوانی ادب نہ کیا بلکہ آپ اُمی تھے ہی رہے یعنی جیسے
پہلے سے پتلا ہوا ہے تھے بالکل اسی طرح نہ گئے اور کہہ کے
اسی خواب اور صوم و غفلت و غفلت کی فضا میں پرورش پاتے
رہے یہاں میں زنا کاری، شراب خوردگی، قتل و غول، بیزاری، نقص ہمد
لڑکیوں کو زندہ ہی قبر میں گاڑ دینا۔ باپ کی تمام بیویوں کو لونڈی
بنالینہ، دس دس بیس بیس بیویاں رکھنا۔ دوسروں کی بیویوں
کو لے کر بھاگ جانا۔ الخ کوئی برائی اور کوئی گناہ ایسا نہ تھا جو
وہ ان کے لوگوں کے ہاتھوں سے نہ ہوتا رہا۔ ہر شے پرستی اور
شرک و کفر میں تو سارے عالم سے بڑھا ہوا تھا ایسی خطرناک فضا
میں لگنا ایسی گمراہ کن جگہ میں ایک بے یار و مددگار یتیم بچہ پھونسی
پاتا ہے اور اس کا نشو و نما جو ہوتا ہے اور پھر تعلیم حاصل کر لینے کا
کوئی موقع نہیں ملتا مگر اس آغوش جہالت کا پرورش یافتہ
اور تربیت یافتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس قسم کا انہیں جلتا ہے
اس کی حالت و کیفیت کی ہوتی ہے؟ اس کی صحیح اندازہ
اس امر سے ہوتا ہے کہ بعثت کے بعد اور نبوت کے دعویٰ ہی
کے بعد اگرچہ تمام مکہ اور تمام قریش بلکہ سارا عالم آپ کا جانی
و گنہگار تھا و گزینے اور ستانے کا کوئی دقیقہ نہ تھا
نہیں دیکھا تھے کہ قتل کی سازشیں بھی کی گئیں۔ قتل کرنے
پر انہیں متعلق کیا گیا و حق سے بے وطن کر دیا گیا غربت میں

میں حضور (روحی فدا) کو تسلی دی تھی حقیقت یہ ہے کہ آپ کی پوری ہسٹری اور سماج عمری کو بیان فرما دیا تھا کہ
 كَلَّا وَآلِهٖمَ لَا يَخْبِيَنَّ لِيْ يٰرَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَنْ يَّكُوْنَ
 اِلٰهًا اَبَدًا اَنْتَ اِلٰهٌ اَبَدٌ ہر قسم کی برائی اور بری بات سے
 لتصل السرحم بچائے گا میں دیکھتی ہوں کہ آپ اہل
 وتكمل الكل قرابت سے عمدہ سلوک کرتے ہیں
 وتكسب المعدوم اور دسانوں عاجزوں کی امداد کرتے
 وتقرء الضيف ہیں محتاجوں کی دستوں کی دھکیلی
 وتعين على فراتے ہیں ہمالوں کو کھانا کھاتے
 فوائد الحق ہیں اور اصلی مصیبت زدوں کی
 اعانت کرتے ہیں۔

یہ تھے حضور کے اخلاق و عادات۔ ان سے معلوم
 ہوتا ہے کہ قبل از بعثت بھی حضور کی زندگی سراپا خدمت
 غلط تھی۔ اور دھیوں، درمندوں، محتاجوں، مصیبت زدوں
 اور اعزاد اقرباء کی دھکیلی و امداد اعانت فرماتے تھے۔
 یہ آپ کا عام شیوہ تھا حضرت خدیجہؓ نے یہ الفاظ یہودیوں
 نہیں کہے تھے کہ یہ منظور ہیں گے اور ان سے اہم اور
 عظیم الشان نتائج خند کئے جائیں گے بلکہ اپنے مشہور
 گرامی قدر کو پریشان دیکھ کر اذ خدا نے رحمن و رحیم
 کی صفات نام و کرم پر بھر دہ کر کے علی القور اور بلا نور
 و نور محض تسلی خاطر کے تھے یہ الفاظ جو حقیقت پر مبنی
 تھے زبان سے ادا کئے چنانچہ ان سب محاسن اور
 خوبیوں کا معنی تجربہ عقد سے پہلے ہی موصوفہ نے کر لیا
 تھا اور وہ حقیقت آپ کی خوبیوں مثلاً امانت اور دیانتداری
 ہی کے اوصاف کو سن کر انہوں نے خود آپ سے درخواست
 کی کہ آپ میرے روپے سے تجارت کیجئے اور انہیں حقوق
 حمیدہ اور اوصاف حمیدہ کا کوسمہ تھا کہ حضرت خدیجہؓ

صداً اٹھتی ہے کہ یقیناً آپ (روحی فدا) کا معلم اور مربی خود
 خداوند قدوس جل شانہ تھا اور اسی لئے آپ ابجدناضاس
 ہونے کے باوجود اعلیٰ درجہ کے ادیب اور بہترین مصلح اور
 رفیقا رہے ہوئے چنانچہ اس حقارت نے خود اپنی زبان فیض تمہان
 سے اس حقیقت کا انکشاف فرمایا ہے کہ
 اَدَّبَكِي رَبِّي فَاحْسَنِي محمد کو میرے رب نے ادب
 قادی پی۔ سکھایا ہے اور بہترین ادب
 سکھایا ہے۔

قرآن عزیز بھی شہادت دے رہا ہے۔
 اِنَّكَ لَخَلْقُ الْخَلْقِ اَسْمٰءُ غَمِيْرٌ مَّصْلٰی عَلَیْہِ سَلَامٌ آپ
 یقیناً بہت بلند اخلاق پر ہیں۔
 اس کی تفصیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یوں فرماتی
 ہیں۔ کان خلقنا المصلحی۔ یعنی آپ کی تمام
 خوشی و ناموشی خدائے قدوس کی خوشی و ناموشی
 کے تابع تھی اور تمام اچھی باتیں جو قرآن کریم میں ہیں آپ
 ان کے مجسم نمونہ تھے اور وہ تمام باتیں آپ کی طبیعت
 بن گئی تھیں۔ حضور کے اخلاقی دعوات کیا تھے اس
 کا ایک خاص نمونہ پیش کیا جاتا ہے جس سے بڑھ کر کوئی
 دوسری شہادت معتبر نہیں ہو سکتی اس لئے کہ انسانوں میں
 سب سے زیادہ راز دار اور باخبر نبی ہوا کرتی ہے۔
 جب عام صحابہ میں پہلی مرتبہ ناموس اکبر کا طہر ہوا۔ اور
 حضرت جبریل وحی لے کر خدا کی طرف سے آئے تو آپ
 پر ہیبت وحی کا اس قدر شدید اثر ہوا کہ گھر میں آکر ٹھیک
 گئے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھ پر کوئی کپڑا ڈال دو
 جب در اسون ہوا تو آپ نے واقعہ بتلایا اور فرمایا کہ
 خشیت علی نفسي۔ یعنی مجھے اندیشہ ہے کہ میں
 ہلاک ہو جاؤں گا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ نے جن الفاظ

یو چھپنے پر آپ کو امین اور صادق کہنے پر مجبور تھا۔ اسی طرح ابوسفیان کی عداوت اور دشمنی سے بھی دنیا کا بچہ بچہ واقف ہے اور انہوں نے ایذا رسانی میں جس انتہا تک اور شدت سے حصہ لیا تھا وہ بھی مخفی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود نجاشی (شاہ حبشہ) کے سامنے آنحضرت کی سچائی اور صداقت کے اعتراف پر مجبور ہوئے انہیں ابوسفیان کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی فداکاری اور جان نثاری دیکھ کر حیرت ہو گئی تھی۔ اور انہیں یقین تھا کہ یہ فروغ اور اس درجہ قبولیت کسی باطل پرست کو ہرگز نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح تمام یہودیوں اور نصاریوں کو آپ کی حقانیت کا پورا پورا یقین تھا اور جانتے تھے کہ یہی وہ نبی آخر الزماں ہیں جن کی خبر توریت و انجیل وغیرہ میں دی گئی ہے کیونکہ وہ تمام ان اوصاف کو جو ان کی کتابوں میں پیغمبر آخر الزماں کے درج تھے صرف نہ صرف مطابقت پاتے تھے وہ خود اقرار کرتے تھے کہ نبی آخر الزماں تو یہی ہیں لیکن ہم ان پر ایمان نہ لائیں گے۔

ابوداحی کے دعویٰ نبوت کے بعد جب کہ اس کا مزاج جھوٹ پوری طرح کا ظاہر ہو چکا تھا اس کے قبیلہ کا ایک شخص تبلیغ حق کے جواب میں کہتا ہے کہ بے شک تمہارا قریشی بی سچا ہے مگر ہمارے قبیلہ کا جھوٹا نبی تمہارے قبیلہ کے سچے نبی سے بہتر ہے مگر برا ہو تعصب اور نخوت کا کہ راہ راست پر آنے سے منع رہا خود کلام پاک نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا الْاَوَّلِيْنَ

یعنی یہ لوگ ہمارے نبی کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلام جو یہودیوں کے

نے بڑے بڑے شرفاء اور رؤساء عرب کے پیغاموں کو ٹھکرا کر عبداللہ کے درپیش (شاہ ابی دہلی) سے نکاح کی پیل کی حضرت خدیجہ کو یقین تھا اور ان کا ایمان تھا کہ خداوند کریم و رحیم اس قدر نا انصاف نہیں ہو سکتا کہ جس شخص کے اخلاق ایسے اعلیٰ اور اطوار ایسے بلند اور سیرت و خصلت ایسی ستودہ و حمیدہ ہو اور جو اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اہل حاجت کی حاجت روائی اور مظلوموں کی فریاد رسی میں گزارتا ہو ہلاکت میں ڈال دے گا۔ بلکہ ہر طرح اسے محفوظ رکھے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی بکثرت مکارم اخلاق کی حدیثیں مروی ہیں۔

اگر دشمنوں اور جانی دشمنوں کی گواہی مطلوب ہے تو سنئے آنحضرت بن شریق نے جو مکہ کا باشندہ نہ تھا جنگ بدر میں ابوہریرہ کو الگ لے جا کر پوشیدہ طور پر اس سے پوچھا کہ بیچ بتاؤ یہاں اور کوئی نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے ابوہریرہ کہتا ہے بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آدمی سچا اور امین ہے اس نے اپنی پوری زندگی میں اب تک کبھی جھوٹ نہیں کہا اور نہ کوئی نہایت کی، تمام دنیا کو معلوم ہے کہ ابوہریرہ سے بڑھ کر ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن اور کوئی نہ تھا یہی ابوہریرہ ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کی پہچانے اور ایذا دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اسی نے دارالندوہ میں سب سے پہلے آنحضرت کے قتل کرنے کی رائے دی تھی اور بعد ہجرت قتل پر انعام مقرر کیا تھا اسی شقی القلب نے بارہا لوگوں کو ابھار کر بڑے بڑے ٹھکڑوں سے آپ کا مقابلہ کیا لیکن پھر بھی لوگوں کے

ایک زبردست عالم تھے) لپکاپہرہ مبارک دیکھتے ہی پکار اُٹھے کہ فالسہ کسی جھوٹے کا ایسا پہرہ نہیں ہو سکتا اور مشرف باسلام ہو گئے۔

اب ہم اخلاق نبوی کے جزوی واقعات کو نہایت اختصار سے پیش کرتے ہیں جس سے ناظرین امانتہ لگا سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر بند اخلاق کے حامل تھے۔

ملاومت عمل۔

اخلاق کا سب سے اعلیٰ اور ضروری پہلو یہ ہے کہ انسان جس کام کو اختیار کرے اس پر اس قدر استقلال کے ساتھ قائم رہے کہ گویا وہ اس کی قطرت ثانیہ بن جائے اگرچہ انسان حیوانات اور دیگر مخلوقات کی طرح کسی ایک ہی خاص قسم کے اعمال و اخلاق پر مجبور نہیں ہے بلکہ اسے اختیار دیا گیا ہے جو اس کے مکلف ہونے کا ذمہ دار ہے لیکن اخلاق کا ایک دقیق نکتہ یہ ہے کہ انسان اپنے لئے اخلاق حسنہ کا جو پہلو پسند کرے اس کی اس شدت سے پابندی کرے اور اس طرح دائمی اور غیر متبدل طریقے سے اس پر عمل کرے گویا وہ اپنے اختیار کے باوجود اس کام کے کرنے میں مجبور ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی بات اس سے مرزدہی نہیں ہو سکتی جس طرح آفتاب روشنی اور ماحولہ تھلکی پھیلانے پر مجبور ہے اسی کا ہم استقامت حالی اور مدد مستعمل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہی انسان اپنی تحریک اللہ اپنے مشن میں کامیاب ہو سکتا ہے جو سب سے پہلے خود ہی سچو عمل بن کر میدان میں قدم رکھے۔

اس نیلگوں آسمان کے نیچے اللہ فرشتے زمین

کے اوپر ابتداء آفرینش سے لے کر اس وقت تک صرف ایک ہی ذات ستودہ صفات ایسی پیدا ہوئی ہے جو کس معیار پر کاملی اُتکتی ہے بعد جو اپنے ہر کم اور عمل میں اس اصول کی سختی کے ساتھ پابندی فرماتی تھی اور جس نے جس کام کو جس طریقہ سے جس وقت شروع فرمایا اس پر برابر اپنی زندگی کے آخری دم تک پابندی شدت کے ساتھ قائم رہی وہ وہی ذات قدسی ہے جس کی غلامی اور پیروی دونوں عالم کی آزادی و حریت کی سند ہے اللہ جس کی جو کھٹ کی نقش برداری دونوں جہاں کی سرودی و سرداری کی ضامن ہے۔ یعنی جس کو دنیا عظیم پرستش بادشاہ اور عالم کا امی و سرور محمد عربیؐ و فداہ معجزی کے نام سے یاد کرتے ہیں سنن اسلام میں سے کوئی ایک سنت بھی ایسی نہیں دکھائی جا سکتی جسے آپ نے بغیر کسی قوی مانع کے کبھی ترک کر دیا ہو کتب سیرت کا مطالعہ کرنے والے حضرات خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ آپ کے تمام اعمال و اخلاق کس قدر پختہ اور مستحکم تھے کہ کبھی تمام عمر اس میں ذرہ برابر فرق نہیں پیدا ہوا قرآن مجید نے ذکر الہی پر مدد مست کرنے کو اہل ایمان کا وصف خاص قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ

الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ وجہہہم لا کرتے ہیں جن کو اشتغال دنیوی و تہذیبی و تجارۃ و کسب معی ذکر اللہ خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن کے مبلغ تھے ان اوصاف کا خود بہترین مظہر تھے اور کبھی بھی اس چیز سے غفلت نہ برتی چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت پر غلط اور ہر لمحہ غلطی

یہ باتیں معروف رہتے تھے۔

ابو داؤد بن عبد بن کعب الکی رات کو کینہ کے احاطہ پر پہرہ
اٹھتے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کی تسبیح و تہلیل کی آواز
سننے لگتے ہیں تو کہ جاتا تھا اور مجھے نیند بھاتی تھی۔

اسند بن جابر الغزالی آپ نے اس پر ہمیشہ مداومت کے
نظام پر عمل کیا اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ
مکانہ محل میں لا جھلا یعنی آپ کا عمل جھڑی ہوتا تھا جس
طرح باؤل کی جھڑی جب برسنے پر آتی ہے تو ہمیں روکتی ہی
طرح آپ کا حال تھا کہ جو بات ایک دفعہ اختیار کی ہمیشہ اس
کی پابندی کی پھر لوگوں سے فرمایا کہ:-

هَاتِكُمْ لَتَخْلُجَ مَا كَانَ الْبَنِي صُلَى اَللّٰہِ
عَلَيْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَسْتَطِیْعُ۔

یعنی آپ جو کر سکتے تھے وہ تم میں سے کون کر سکتا
ہے دوسری یہ ایت ہے کہ

وَكَانَ اِذَا عَمِلَ عَمَلًا اَثْبَتَهُ۔

یعنی جب کوئی کام کرتے تھے تو اس پر مداومت فرماتے
تھے۔ خود آنحضرت نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ

اِنَّ اَحَبَّ الْعَمَلِ اِلَى اللّٰہِ اَدْوَمُهُ

(ترجمہ) یعنی خدا کے نزدیک سب سے محبوب کام وہ
ہے جس پر سب سے زیادہ انسان مداومت کرے۔

حسن معاشرت

اسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز معاشرت بہتیت
بجلیاں دیکھو تھا کہ دوست اور دشمن سب ہی
آپ کی تعریف کرتے اور خوشنود ہوتے تھے آپ کے
چہرہ مبارک پر ہر وقت خوشی اور مسرت و مسعادتی
کے آثار نمایاں رہتے تھے جس شخص سے ملنے بات
چیت کرتے تو دنیا میں بے انت کے ساتھ اور نرم و

شیریں لہجہ میں گفتگو فرماتے اور بڑے تپاک و جوش سے
ملنے لگتے تھے اگر کوئی شخص جھک کر کان میں کچھ بات کہتا تو
جب تک وہ شخص خود اپنا منہ نہ ملاتا آپ اپنا رخ اس کی
طرف سے نہ پھیرتے۔ مصافحہ کرتے وقت آپ نے کبھی
اپنا ہاتھ پہلے نہیں کھینچا، اگر کسی شخص کی کوئی بات ناگوار
معلوم ہوتی تھی تو آپ محفل میں اس شخص کا نام لے کر صغ
نہیں فرماتے تھے بلکہ عموم کے صیغہ کے ساتھ اور مبہم الفاظ
میں یہ فرماتے کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں یا بعض لوگوں کی
یہ عادت ہے۔ اسی طریقہ اس لئے اختیار فرماتے تھے تاکہ

اس شخص مخصوص کی کئی قسم کی بے عزتی نہ ہو اور اس کا احساس
عزت کم نہ ہو آپ اپنے جانی دشمنوں اور غوٹ بکے پیاسوں
سے بھی نہایت خوش اخلاقی اور فراخ دلی سے ملتے
تھے اور فرماتے تھے کہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ بُرا
وہ شخص ہے جس کی بد اخلاقی کا دوسرے لوگ اس سے
متاثر نہ ہو سکیں۔ آپ اپنے دربار میں ہر شخص کو ایک ہی
نظر سے دیکھتے تھے اور جگہ نہ ہونے کی صورت میں ادنیٰ
سے ادنیٰ ہونے والے آدمی کے لئے اپنی چادر مبارک خود
بجھا دیا کرتے تھے۔

حسن معاملہ۔

اس کے متعلق صرف اتنا کہ دینا کافی کہ نبوت کے
دعوے کے بعد اگرچہ تمام عرب آپ کا جانی دشمن ہو گیا تھا
مگر باوجود اس کے ہر شخص آپ کو امین کے لقب سے یاد
کرتا اور حسن معاملہ کی وجہ سے اپنی امانت آپ ہی کے
کاشات میں رکھتا ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ
تاجرانہ تعلیق پیدا کریں۔

عفو و رحمت۔

یہ باب بہت وسیع ہے اس کی دنیا کے لئے کیا

اور آپ کی شانِ اقدس میں گستاخی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا غزوہ بنی مصلطلق میں اسی نے کہا تھا کہ ہم حدیثہ لوٹے تو ان ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے فقہ اٹک جس نئے بڑھکے کوئی اور عداوت یا ایذا نہیں ہو سکتی اسی کی کوششوں اور افواہ پر دانیوں کا کرشمہ تھا لیکن جب مرا تو آپ نے کفن کے لئے اپنے بدن کا کپڑا دیا جنازہ کے ساتھ گئے اللہ خود سے منہ پڑھائی یہ آپ کی رحمت کی ایک ایسی زندہ مثال ہے جس کی نظیر نہیں ہو سکتی۔ عسکر مرہ بن ابی جہل کو جو فوج مکہ میں ان لوگوں میں سے تھے جن کا خون ہر کر دیا گیا تھا یعنی یہ کہ جہاں کہیں میں قتل کر دیئے جائیں، جب انکی پوی نے خبر دی ہے کہ تم بدگوار اقدس میں چلو معافی ملی جائے گی انہیں اپنی شرارتوں اور عداوتوں کے پیش نظر یقیناً نہیں آتا تھا کہ مجھ جیسے دشمن اسلام کو جو سخت سے سخت ترین ایذا میں پہنچا چکا ہے معافی ملی سکتی ہے مگر جب دربار اقدس میں آئے تو آپ نے بلا تردد انہیں معاف فرما دیا اللہ یہی معافی معجزہ بن کر ان کے ایمان کی باعث ہوئی وحی جنہوں نے آپ کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کیا کہ آپ لاش کو دیکھ کر ٹرپ اُٹھے اور بہت زیادہ رنج و غم ہوا لیکن جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے کوئی شکایت بھی نہیں کی اور اپنے چچا کا خون معاف کر دیا اسی معافی کی تلوہ نے ان کو اسلام لانے پر مجبور کیا چنانچہ فوراً کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

حکم۔

تمام واقعات شہادت دے رہے ہیں کہ آپ کے مزاج میں حلم و بردباری کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا

با برکت وجود رحمت ہی رحمت ہے اور بے شک آپ نے اپنے طرز عمل سے وصال مسلمانوں کے لئے رحمتا للعالمین۔ کامصداق اور مستحق ظاہر فرما دیا۔ مومن تو مومن اپنے دشمن کھارے تکلیفوں سے بھی آپ کا دل بھرا آتا تھا غزوہ بدر کے قیدیوں کے کراہنے کی آواز جب گوشِ مبارک میں آئی تو مضطرب ہو گئے اور جب تک ان کی رسیوں کو ڈھیلہ نہیں کوا لیا نیند نہیں آئی۔ اہل مکہ سے عزت و آبرو جانی دالی جو کچھ صدمات آپ کو پونچھے تھے فتح مکہ کے دن آسانی سے ممکن تھا کہ ایک ایک سے اس کا بدلہ لے لیا جاتا لیکن دالی اُمت ہی کی رحمت کا تقاضا تھا جو۔

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو اسرحم الراحمین۔

کہہ کے سب کو بے دارغ چھوڑ دیا۔ اور ان کی شرارتوں کا تذکرہ کر کے انہیں شرمندہ احسان بھی نہ بنایا بلکہ ان میں سے بعض لوگوں کے مکالوں کو دارالامن قرار دے دیا۔ ایک یہودی عورت نے آپ کو زہر دے کر ہلاک کرنے کی کوشش کی اور خود اقرار بھی کر لیا لیکن آپ نے کوئی باز پرس نہیں کی بلکہ معاف فرما دیا اسی طرح سے لیبید ابن لاعصم کا زہر دینا بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا۔ مگر آپ نے معافی دے دی۔ عبداللہ بن ابی ادداس کے رقتاء کلد کی سخت سے سخت ایذاؤں کو باوجود قدرت اور اختیار کے ہمیشہ نظر انداز فرماتے رہے اور صدمہ ہی نہیں کہ آپ ان لوگوں کو معاف کر دیں۔ بلکہ ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک اور عمدہ برتاؤ کرنے کا حکم دیتے تھے اور تاکید فرماتے تھے کہ انہیں برا بھلا مت کہنا اور ان کے ساتھ سختی سے پیش مت آنا۔ یہی عبداللہ بن ابی منافق جس نے اپنی بعدی زندگی ایذا رسانی کے سامان ہمہ پہنچا نے میں گذری

تکالیف کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا اور کبھی زبان سے اُن بھی نہ تکالہ زید بن سعد یہودی سے آپ نے کچھ قرض لیا تھا ابھی ادائیگی کی مدت مقررہ ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ اُس نے مہالہ اور تقاضا کرنا شروع کیا اور بہت سخت و سخت کہا کہ خاندان مطلب میں تو ہمیشہ یہی دستور رہا کہ حق کے ادا کرنے میں ہال مٹول کیا کرتے ہیں حضرت عمر جیسا مجلس القصد اور جلال و ہیروت والا انسان اسم قسم کے نازیبا الفاظ کا محفل نہ ہو سکا اور غصہ ہو کر کہا کہ اگر مسلمانوں میں اور تیری جماعت میں مصالحت نہ ہوتی تو خدا کی قسم ابھی تلوار سے تیری گردن اڑا دیتا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر! مجھے تو یہ اُمید تھی کہ تم مجھ کو قرضہ ادا کرنے کی اور یہودی کو غرضی سے تقاضا کرنے کی ہدایت کر دو گے لیکن خلاف اُمید تم نے برعکس طریقہ اختیار کیا ابھی جاؤ اس کا قرضہ ادا کر دو اور اپنی دھمکی اور سختی کے بدلہ میں بیس صاع زیادہ دے دیتا۔

ایک دن حضرت انسؓ کے ہمراہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے ایک گھوڑے جسے آداب سوال کی ہوا بھی نہ لگی تھی آپ کی چادر مبارک کو اس زور سے کھینچ لیا کہ اس کا کونہ پھٹ گیا اور معاہدہ سوال کر بیٹھا کہ بیت المال سے میرے دو لڑاؤں اونٹ لدو! آپ ناخوش نہیں ہوئے بلکہ ہنس پڑے اور اُس کی مرضی کے موافق ایک پر جو اور ایک پر بچھو ہارے لدو! دیئے۔ منہ تعین تنہائی میں آپ کی برائیاں بیان کر تے گالیاں دیتے اور منہ پر تعلق اور جاپا بوسی کرتے تھے باوجودیکہ آپ کو سب کچھ معلوم تھا لیکن ہمیشہ آپ نے تحمل سے کام لیا اور ان سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔

عزم و استقلال۔

کفرستان عرب میں جہاں پر توحید کی آواز بالکل

چنانچہ آپ نے کبھی کسی سے انتقام اور بدلہ نہیں لیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اپنے ذاتی معاملات میں کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا بجز اس صدمت کہ اُس نے احکام الہی کی تصفیح کی۔ (بخاری) چنانچہ آپ کی عادت یہی تھی کہ جن چیزوں میں نفس کا حق متعلق ہوتا تھا صبر جمیل فرماتے تھے اور جن چیزوں میں حق اللہ ہوتا تھا اس کی ہچک چومت میں بہت غضبناک ہو جاتے تھے یہی وجہ تھی کہ خندق کی لڑائی میں جب مشرکین نے آپ کو نماز سے مشغول کر دیا تھا تو آپ نے جلے دل سے بددعا کی تھی کہ اللھم املأ بطونھم خارا خدا دیا آگ سے ان کے پیٹ بھر دے۔

ودتہ اُحد کی لڑائی میں دندان مبارک شہید ہوئے چہرہ خون آلود ہو گیا لیکن آپ نے صبر فرمایا اور ان ظالموں کے حق میں یہی دعا کی کہ اللھم اھل قومی فانیھم لا یعلمو۔ خدا یا میری قوم کی ہدایت کر یہ لوگ مجھے نہیں جانتے۔ طائف کے میدان میں آپ کے اوپر پتھر برسائے گئے آپ کے جسم اٹھ کر ہو لہان کیا گیا آپ کو بے عزت کرنے کے لئے بچوں اور لڑکوں کو تیغے نگایا گیا مگر باوجود اس کے کہ اللہ نے یہ اختیار دیا کہ اگر آپ فرمائیں تو ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان میں ڈال کر اس قوم کو بیس ڈالیں مگر آپ کی زبان مبارک سے کوئی جملہ نکلا تو یہ کہ اے اللہ! میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں لہذا تو انہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

شعب ابو طالب میں آپ کو دو سال سے زیادہ دنوں تک محصور رکھا گیا آپ ذاتہ بند کر دیا گیا آپ کے راستوں میں کانٹے بچھائے گئے آپ کی گردن مبارک پر سجدہ کی حالت میں اونٹوں کی آنتیں خجاست بھری ہوئی رکھی گئیں آپ کا شہر اور عیال اڑایا گیا۔

قتل کی سبب و مرضی کی گئیں مگر آپ نے تمام مصائب و

یہ کہتے ہوئے بڑھا رہے تھے کہ

اذا النبی لا کذب ان ابن اطلب
اُحد کی لڑائی میں بڑے بڑے بہادروں کے قدم اکھڑ گئے
لیکن آپ نہایت استقلال سے دشمنوں کے مقابل اپنی جگہ پر
بجے رہے یہود رات دن خفیہ چالوں اور سازشوں میں مصروف
رہتے اور ایسی ایسی باریک اور خطرناک صورتیں نکالتے جن کو
مگر کے ہر پھرے نوجوان شاید سمجھتے بھی نہ ہوں کیونکہ یہ لوگ
اگرچہ دشمنی میں کم نہ تھے تاہم اپنی چالوں کی جو دینہ میں یہود
کو نہ چاہتے تھے ان کو ہوا بھی نہ ملتی تھی مگر باوجود ان تمام تدابیر
دس سازشوں کے کبھی آپ کو گھبراہٹ نہیں ہوتی نہایت شجاعت و
طریقہ پر ان کے تمام مکر و فریب کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیتے تھے
اور ہر حالت میں مطمئن رہتے

عطا و بخشش

سخاوت کی کل قیوں - بذل نفس - بذل علم - بذل مال خدا نے
عز و جل نے کوٹ کوٹ کر بھر دی تھیں - بذل نفس اور بذل علم
دس برس تک بلکہ تیرہ برس تک جس قدر آپ نے فدائی
قوم بن کے کیا تھا شاید ہی کبھی پر عقی ہو - بذل مال کی یہ حالت
تھی کہ اگر ایک آدھ دم قبول چوک کر یا متحق نہ ہونے پر گھر میں
رہ گیا تو رات بھر نیند نہیں آتی آپ کے پاس مالی غنیمت میں سونے
چاندی کا ڈھیر لگ جاتا لیکن سہا فانا پورا راہ خدا میں خرچ کر
دیتے - اگر آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا تو قرعہ لے کر لوگوں کا
سوال پورا کر دیتے تھے اور کوئی شخص کچھ کہتا تو آپ ناراضی کا اظہار
نہ فرماتے تھے خود نفاق سے رہتے گھر میں مہینہ دو دو مہینہ
آگ نہیں جلتی تھی صرف چھوٹے اور پانی پر زندگی بسر کرتے
تھے بھوک کی وجہ سے گاہے گاہے پیٹ پر پتھر باندھے رہتے
تھے یہ سب کچھ رضا الہی اور اشاعت اسلام کے لئے تھا چنانچہ
بہت سے حضرات نے محض آپ کی سخاوت اور بخشش کو دیکھ کر

ناموس تھی تن تھا ایک آدمی کا اٹھ کر ساری دنیا کو
بلادین اور کائنات کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور باوجود سخت ترخانوں
کے کمر تحید کو بلند کرنا تم قسم کی لالچوں کے دلائے پر آپ کا یہ فرمانا
کہ بھڑا اگر یہ لوگ میرے دہنے ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں
ہتھاب دیدیں تب بھی میں اپنے فریضہ تبلیغ سے باز نہیں رہ سکتا
مہولی عزم و استقلال کا بیج نہیں جو سکتا بس اے عرب نے آپ
کا باہمی کات کر دیا شوب الی طالب میں آپ کو مقید کر کے جو کا پیاسا
رکھا گیا آپ کو بے کس لبے بس دیکھ کر ہر امکانی مصیبت پہنچائی
گئی لیکن پھر بھی آپ کے پائے استقلال میں کوئی لغزش پیدا
نہیں ہوئی اور آپ کے ثبات معزم میں ادنیٰ ترین زل بھی نہ آیا
قوت و شجاعت

آپ قوت و شجاعت میں بھی بے مثل تھے مشہور زمانہ پہلوان
رکابہ کوئی مرتبہ کشی میں پھاڑ کر رکھ دیا اس کے لئے آپ کی مشہوری
اور قوت ہی مجبور ثابت ہوئی اور ایمان قبول کیا سب سے زیادہ
بہادورہ شخص سمجھا جاتا جو غزوات میں حضور کے ہمراہ ہوتا تھا اس نے
کو آپ ہمیشہ تمام خطرات کو بالائے طاق رکھ کر صفِ اول میں دشمن
سے قریب تر ہوتے تھے ایک مرتبہ حسائیوں کے حملہ کا شور برپا ہوا
تمام مدینہ میں خوف ہراس کی لہر دوڑ گئی لیکن آپ تنہا تمام اطراف
مشہر کا گشت لگا کر دایں تشریف لائے اور فرمایا کچھ اندیشہ
اور خطرہ نہیں ہے غزوات میں بعض اوقات بہت صبر شکن
گھڑیاں پیش آتیں مگر آپ کے شجاعانہ کارناموں میں کسی فرق نہیں
آیا یمنین کی لڑائی میں اہل ہوازن کے حملے سے جو تیر اندازی
میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے تمام مسلمان شکست کھا کر تتر بتر
ہو گئے صرف کشتی کے چند آدمی آپ کے ساتھ رہ گئے تھے - اس
خطرناک موقع اور نازک وقت میں ثبات قدم ہی رہنا بہت
دشوار امر تھا لیکن آپ نہایت دلیری سے اپنی ادنیٰ جو کبھی
حالی موقعوں میں بکا آمد نہیں ہو سکتی تھی دشمنوں کی طرف